مرتب مولانا عبدالغنی صاحب بہاولپور

درس قرآن حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمہ اللہ

لھوالحدیث (گانا بجانا وغیرہ) شرعاً منع ہے

تلک ایات الکتاب الحکیم ھدی ورحمة للمحسنین الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة وھم بالآخر ھم یوقنون اولیک علی ھدی من ربھم و اولیٔک ھم المفلحون۔

ترجمہ:- یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو اخلاص رکھنے والے ہیں۔(وہ لوگ کون ہیں؟) جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں اور یہی فلاح پائیں گے۔

آج گانا بجانا، ریڈیو، ٹی وی، ڈرامے، غیرشرعی رسالوں اور ناول وغیرہ کے بارے میں بحث ہوگی۔ مذکورہ بالا سب چیزیں لھوالحدیث میں آتی ہیں۔ یہ سب شرعاً منع ہیں۔ سب سے پہلے ان پر قرآن کی رو سے روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ سورۃ لقمان میں ان کا ذکر ہے۔ قرآن نے یہاں سعداء یعنی خوشبختوں اور اشقیاء یعنی بدبختوں دونوں کا ذکر کیا ہے، کہ جو نیکوکار ہیں وہ قرآن کی راہ لیتے ہیں اور جو گناہگار ہیں وہ غیر قرآن کی راہ لیتے ہیں۔ تو مذکورہ بالاآیت خوشبختوں اور نیکوکار لوگوں کے بارے میں ہے اور دوسری آیت جو مندرجہ ذیل ہے: یہ بدبختوں اور گنہگاروں کے لئے ہے۔

"ومن الناس من یشتری لھوالحدیث لیضل من سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھذوا اولیٔک لھم عذاب مھین" (ترجمہ):- جو لوگ رقم دے کر بے ہودہ باتیں خریدتے ہیں تاکہ ان چیزوں اور باتوں کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں وہ نادانی سے ایسا کرتے ہیں اور یہ لوگ خدا کے راستے کو مذاق سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ذلیل کرنیوالے عذاب کی بشارت سنادو۔

جن چیزوں پر ثواب نہ ملے وہ سب بیہودہ باتیں ہوتی ہیں۔ چاہے وہ ریڈیو، ٹی وی یا سینما کی شکل میں ہوں یا ڈرامے، ناولوں اور غیر شرعی تحریروں وغیرہ کی شکل میں ہوں۔ قرآن کتنی جامع کتاب ہے کہ دو لفظ لھوالحدیث میں کتنی چیزیں جمع ہوگئیں۔

لیضل عن سبیل اللہ ۔ تاکہ لوگوں کو ان چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکادے ۔ تو یہ ریڈیو، ٹی وی وغیرہ دین سے بہکانے والی چیزیں ہیں ۔" ویتخذھاھذوا " اور یہ لوگ خدا کے راستے کو مذاق سمجھتے ہیں تو بدبخت اور گناہگار لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے انہوں نے ہماری بات سنی ہی نہیں ۔ تو ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب کی بشارت سنادو۔ دیکھو قانون عام ہوتا ہے لیکن نزول کے لئے ایک خاص سبب ہوتا ہے ۔ اس آیت کے شان نزول کیلئے ایک واقعہ ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے قرآن پیش کیا تو مخالفوں کے دل میں بھی قرآن کی کشش پیدا ہوگئی ۔ یہ تو قرآن کا اعجاز ہے ۔ تو کفار کو اس بات کی فکر پڑی کہ یوں تو ہمارے لوگ اسلام قبول کرلیں گے اور اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا چلاجائے گا ۔ تو کفار کے رؤسا میں سے ایک نضر بن حارث نامی شخص تھا وہ جب ملک فارس (ایران) کو تجارت کے لئے گیا تو وہاں سے رستم اور اسفندیار کے ناولوں کو خرید کر لایا ۔ یہاں ان کا عربی میں ترجمہ کیا ۔ تو لوگوں میں اعلان کیا کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھیں قوم عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمھیں رستم اور اسفندیار کے قصے سناتا ہوں ۔ تو لوگوں کا مجمع بنایا جاتا پھر عورتیں آکر وہ قصے سناتی تھیں اور شراب بھی پی جاتی تھی ۔ اس بدبخت نے اس کام کے لئے ایک لونڈی بھی خرید رکھی تھی ۔ دیکھتا کہ کوئی اسلام کی طرف رغبت کرنے لگا ہے وہ لونڈی اس کے قریب کردیتا کہ وہ اسے قصے وغیرہ سنائے ۔ تو اس پر یہ مذکورہ بالاآیت نازل ہوئی ۔ یہ سلسلہ شروع تو ایک شخص نضر بن حارث نے کیا مگر اب اسے یورپ وغیرہ نے مختلف شکلوں میں پھیلایا ہے ۔ فحاشی کی سب چیزیں لھوالحدیث میں آتی ہیں ۔ یہ قرآن کی جامعیت ہے ۔ حضرت علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں اس لھوالحدیث پر بڑی بحث کی ہے ۔ آپؒ نے حضرت حسن بصریؒ کی رائے کو بڑی ترجیح دی ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الغنا یعنی گانا بجانا لھوالحدیث ہے ۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول :۔

" کل ماشغلک عن عبادۃ اللّٰہ وذکرہ من السمروالاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھافھو لھوا لحدیث "۔ (ترجمہ):۔ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ لھوالحدیث ہیں ۔ (روح المعانی)۔

الغنا :۔ یعنی گانا، ایک گانا آلات کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسرا بغیر آلات کے ۔ یعنی گانے بجانے کے سازوسامان کے ساتھ گانا گایا جائے یا گانے بجانے کے سازوسامان کے بغیر گایا جائے ۔

غنا کی تشریح :۔ غنا لغوی معنی میں تو بلند آواز سے کچھ اشعار پڑھنے کو بھی کہتے ہیں ۔ لیکن شرعی لحاظ سے غنا ترنم کو کہتے ہیں ۔ ترنم کا معنیٰ یہ کہ منہ کا لہجہ ایک خاص طرز اختیار کرے اور الفاظ میں خاص طرز یا

خاص لہجہ رکھے تاکہ ہر شخص سمجھ لے یہ گویا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں سختی نہیں۔ اس غنا کی چند صورتیں جواز میں بھی ہیں:

(۱) مثلاً عربوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کے اونٹ تھک جاتے تو وہ ایک خاص طرز پر شعر پڑھتے تاکہ اونٹ مست ہوکر چلیں۔ اس دستور یا طریقے کو حدی کہتے ہیں۔ یہ ترنم جائز ہے۔ (۲). دوسرا یہ کہ بعض اوقات آدمی کام کاج سے تھک جاتا ہے تو اس وقت کچھ گالے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ ایسی صورت میں کچھ گنگنانے کیلئے جی بھی چاہتا ہے۔ شمس الائمہ حضرت علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ شرط یہ ہے کہ اس کی آواز عورت کے کان میں نہ پڑے تاکہ فتنہ نہ پیدا ہو۔ جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ خندق کھودتے وقت تھکاوٹ کی وجہ سے اشعار پڑھتے تھے۔ (۳). تیسری صورت " لانامة الصبيان " کہ بچوں کو سلانے کے لئے ماں اگر لوری دے تو یہ جائز ہے یہ حضرت علامہ آلوسیؒ کا قول ہے۔ روایات سے بھی ثابت ہے کہ نابالغ بچیاں اور بالغ مرد عید کے دن یا خوشی کے موقع پر کچھ اشعار پڑھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس مجلس میں عورتیں نہ ہوں۔ وہ بھی اشعار پڑھنے کی اجازت ہے گانا گانے کی اجازت نہیں۔ کچھ صوفی حضرات نے اس روایت سے قوالی وغیرہ کی دلیل پکڑی ہے مگر یہ استدلال غلط ہے۔

حدیث شریف:- " عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت ان ابابكر دخل عليها وعندها جاريتا فى ايام منىٰ تدففان وتضربان وفى رواية تغنيان بما تقاولت الانصار يوم بعاث والنبى صلى الله عليه وآله وسلم متغش بثوبه فانتهرهما ابوبكرؓ فكشف النبى صلى الله عليه وآله وسلم عن وجهه فقال دعهمايا ابابكر فانها ايام عيدوفى رواية يا ابابكر ان لكل قوم عيداً وهذا عيدنا "۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ میرے گھر تشریف لائے وہ عید کا دن تھا۔ میرے پاس (انصار کی) دو بچیاں دف بجارہی تھیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ شعر گارہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں کہے تھے اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا لے کر آرام فرما تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان بچیوں کو سختی سے منع کیا۔ حضور نبی کریمؐ نے چہرے مبارک سے کپڑا ہٹا فرمایا اے ابابکرؓ انھیں اپنی حالت پر رہنے دو (جانے دو۔ خاموش رہو) یہ عید کے ایام ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ اے ابوبکرؓ ہر قوم کیلئے عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

چشتیہ حضرات نے اس روایت سے دلیل پکڑی ہے۔ حضرت علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ یہ استدلال غلط ہے۔ فرماتے ہیں کہ آگے یہ عبارت ہے۔" وليستابمغنيتين " کہ یہ بچیاں گانے والی نہ تھیں بس

عید کے موقعہ پر حضرت عائشہؓ کے گھر اکٹھی ہوگئیں اور جنگ کے اشعار پڑھنے بیٹھ گئیں ۔ تو اگر چھوٹی بچیاں عید یا کسی خوشی کے دن کوئی اشعار پڑھ لیں تو یہ درست ہے ۔ لیکن اس روایت سے عام گانوں کی دلیل پکڑنا درست نہیں ۔ شعرکے باب میں حضرت نافع بن عمرؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ سفر کررہا تھاکہ راستے میں بانسری کی آواز آئی تو حضرت ابن عمرؓ نے اپنے انگلیاں ڈال دیں اور راستہ بدل کر چلنے لگے ۔ تھوڑی دیر بعد پوچھاآواز ہے ؟ میں نے کہا نہیں ۔ تب آپ نے کانوں میں انگلیاں نکال لیں ۔ مجھے فرمایا تو نے اس کی آواز کیوں سنی ؟ (یعنی تونے کان میں انگلیاں کیوں نہیں ڈالیں ؟) حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بچہ تھا یعنی آپؓ بچے کو بھی فرمارہے ہیں کہ تونے کیوں سنی ؟ مگر ہمارے حکمراں تو ناچ گانے کو ثقافت کے نام سے پکارتے ہیں ۔ یہ ہماری ثقافت نہیں یہ غیر مسلموں کی رسومات اور تہذیب ہے ۔ ہماری تہذیب وثقافت ان فضول ، بیہودہ اور لچر کاموں سے پاک ہے ۔ اب گانے بجانے کے لئے چاروں ائمہ کرامؒ کے قول نقل کرتا ہوں ۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی مرضی اس سے ہمیں بحث نہیں ۔ مگر سنانا ہمارا کام ہے ۔

قاضی ابوالطیبؒ قرطبی وغیرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک گانا سننا حرام ہے

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ گانا سننا تمام سماوی مذاہب میں حرام ہے ۔ اس فتویٰ پر صدیوں اسلامی مملکتوں میں عمل رہا ۔ + صاحبؒ ہدایہ وبدایہ لکھتے ہیں کہ گانا اور گانا سننا یہ گناہ کبیرہ ہیں ۔

+ حضرت ابوبکر ترطوشیؒ نے نقل کیا ہے کہ گانے اور گانے سننے کے متعلق حضرت امام مالکؒ کا فرمان ہے کہ یہ فاسقوں کا کام ہے ۔ + حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ گانے والے اور گانا سننے والے کی شرعی عدالت میں گواہی رد ہے ۔ + حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ گانا اور گانا سننا دونوں حرام ہیں ۔ اور یہ دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں جس طرح پانی زمین سے نباتات پیدا کرتا ہے ۔ ہر گناہ کے دو اثر ہوتے ہیں ۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں ظاہر ہوگا ۔ + آخرت میں تو اس گناہ (لھوالحدیث) کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے کہ ان بدبختوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنادو ۔ + دنیا میں بھی اس گناہ (لھوالحدیث) کے اثرات ظاہر ہیں ۔ مثلاً رزق میں کمی ، اولاد کی نافرمانی ، گھریلوناچاقیاں ، معاشرے کی خرابی ، بدامنی ، قتل وغارت ، رشوت ، زنا ، شراب نوشی ودیگر پریشانیوں میں اس گناہ (لھوالحدیث) کو بڑا دخل ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ہدایت دے (آمین)

XXXXX